بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھُمّ صلّی اعلیٰ محمد و آلِ محمدو بارک و سلّم

مہدوی بچوں کی مذہبی تعلیم کے لئے

رسالہ

تعلیم الاسلام مہدویہ

(تینوں حصے یکجا)

مولفہ

لسان القوم مسیح ملّت

حضرت محمد نعمت اللہ خاں صوفیؒ

(حیدرآبادی)

باھتمام:

محمد محمود الحسن خاں صوفی

ابن

حضرت محمد نعمت اللہ خاں صوفیؒ

نام کتاب: تعلیم الاسلام مہدویہ

مولف: لسان القوم مسیح ملّت حضرت محمد نعمت اللہ خاں صوفیؒ

وفات : ۹/ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ م ۱۷/ ۱ اگسٹ ۱۹۶۴ء

تاریخ تد فین :۱۴/ شوال المکرّم ۱۳۸۴ھ م ۱۶/ فبروری ۱۹۶۵ء

بمقام : آستانہ حضرت بندگی میاں شاہ خوندمیر صدیق ولایتؓ (چاپانیر)

طبع چہارم: یکم محرم الحرام ۱۴۳۵ھ م ۶/ نومبر ۲۰۱۳ء

ناشر: محمد محمود الحسن خاں صوفی ابن حضرت محمد نعمت اللہ خاں صوفیؒ

کمپیوٹر کتابت: SAN کمپیوٹر سنٹر، نئی سڑک، چنچل گوڑہ، حیدرآباد

اس کتاب کا ہندی ایڈیشن بھی شائع ہو چکا ہے۔ خواہشمند حضرات پتہ ذیل سے حاصل کرسکتے ہیں

ملنے کا پتہ

(۱) لطیف منزل 16-4-113/A چنچل گوڑہ، حیدرآباد

فون نمبر 040-24529112

(۲) SAN کمپیوٹر سنٹر، نئی سڑک، چنچل گوڑہ، حیدرآباد

Cell: 9959912642

۞۞۞۞۞۞۞۞

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

برائے طبع چہارم

الحمدللہ کتاب تعلیم الاسلام مہدویہ (تینوں حصے یکجا) کا چوتھا ایڈیشن پیش خدمت ہے۔ طبع اول کی طرح طبع دوم اورسوم کے سارے نسخے دیکھتے ہی دیکھتے ختم ہو گئے۔اور جن حضرات کو کتاب نہ پہنچ سکی' ان کی طرف سے کتاب کے نئے ایڈیشن کی طباعت کا تقاضہ شدید ہو گیا۔

عقائد اور اصول مذہب کے معلومات کی ہمیشہ اہمیت اور ضرورت رہی ہے۔ بچے' جوان اور بڑی عمر والے بھی معلومات سے بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ ہمارا سارا مذہبی اور قومی لٹریچر عربی اور زیادہ تر فارسی اور اردو میں ہے اور بدقسمتی سے آج کل عربی اور فارسی سے بیگانگی بڑھتی جارہی ہے۔ یہاں تک کہ نئی نسل اپنی مادری زبان اردو سے بھی ناواقف ہورہی ہے۔اس لئے اس زمانے میں سیدھی سادی زبان میں مذہبی معلومات کا ہر ایک مہدوی تک پہنچانا ضروری ہو گیا ہے۔ یہ کتابیں اس مقصد کو بڑی عمدگی سے پورا کرتی ہیں اور وابستگان مذہب مہدویہ ان سے کچھ بھی فائدہ اٹھائیں تو ان کتب کی اشاعت کا مقصد حاصل ہو جائے گا۔ان کتب کی اشاعت کا مقصد تبلیغ دین اور حصول رضامندی باری تعالیٰ ہے۔

اللہ رب العزت اس کتاب کی اشاعت کے معاونین کو خاتمینؑ کے طفیل اجرِ عظیم عطا فرمائے آمین۔ثمّہ آمین۔

واضح باد کہ مولفؒ کی دیگر تالیفات میں ''ہمارا مذہب'' (تینوں حصے یکجا) اور ''وسیلہ'' بھی شامل ہیں۔

محمد محمود الحسن خاں صوفی

یکم محرم الحرام ۱۴۳۵ھ م ۶/نومبر ۲۰۱۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حصہ اول

نحمد ونصلی علیٰ رسولہ الکریم والمھدی الموعود علیہ الصلوٰہ والتسلیم

سوال تم کون ہو؟

جواب ہم مسلمان ہیں۔

سوال تم کونسے مسلمان ہو؟

جواب ہم مہدوی مسلمان ہیں۔

سوال مہدوی کس کو کہتے ہیں؟

جواب جو حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تصدیق کرے اور ایمان لائے اس کو مہدوی کہتے ہیں۔

سوال حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق کیا ہے؟

جواب حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق یہ ہے۔

اُصدق ان المھدی الموعود قد جاء ومضیٰ

(تصدیق کرتا ہوں میں کہ بے شک امام مہدی موعود آئے اور گئے)

سوال مہدویوں کے مذہب کا کیا نام ہے؟

جواب اِسلام۔

سوال مہدویوں کا عقیدہ کیا ہے؟

جواب اللہ ایک ہے۔ بندگی کے لائق وہی ہے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خدائے تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ اور خاتم الانبیاء ہیں ان کے بعد اب کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ قرآن شریف خدائے تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اس کے بعد خدائے تعالیٰ کی طرف سے اب کوئی کتاب آنے والی نہیں ہے۔ اسلام سچا دین ہے۔ حضرت امام

مہدی موعود آخرالزماں علیہ السلام آئے اور گئے۔

سوال حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کہاں پیدا ہوئے؟

جواب ملک ہندوستان میں ''جون پور'' ایک شہر ہے اس میں آپ پیدا ہوئے۔

سوال آپ کا نام کیا ہے اور آپ کا لقب کیا ہے؟

جواب آپ کا نام ''محمدؐ'' اور آپ کا لقب ''مہدی موعودؑ'' ہے۔ چنانچہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ ''امام مہدی اللہ کا خلیفہ ہوگا اور میرے ہم نام ہوگا''

سوال آپ کے والد اور دادا کا کیا نام تھا؟

جواب آپ کے والد کا نام ''سید عبداللہ'' اور آپ کے دادا کا نام ''سید عثمان'' تھا۔

سوال آپ کی والدہ کا کیا نام تھا؟

جواب آپ کی والدہ کا نام ''بی بی آمنہ'' تھا۔

سوال کیا حضرت رسول اللہ ﷺ نے آپ کے نام کے ساتھ آپ کے والد اور والدہ کے نام کی بھی خبر دی ہے؟

جواب ہاں! حضرت رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ ''امام مہدی کا نام میرا نام' اور میرے ماں باپ کا نام اس کے ماں باپ کا نام ہوگا''

سوال حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کس سنہ میں اور کس دن پیدا ہوئے؟

جواب حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام پیر کے دن' ۱۴/ جمادی الاول ۸۴۷ھ میں پیدا ہوئے۔

سوال حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام تمام عمر کہاں رہے؟

جواب حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام (۴۰) سال کی عمر تک شہر جونپور میں رہے۔ اس کے بعد خدا کے حکم سے ہجرت فرمائی۔ ہندوستان کے اکثر ملکوں کا سفر کرتے ہوئے ۹۰۱ھ میں حج کو روانہ ہوئے۔ حج سے ہندوستان واپس آ کر سفر ہجرت فرماتے ہوئے ملک افغانستان کے شہر فرح گئے۔ وہیں ۶۳ سال کی عمر میں وصال ہوا۔

سوال　حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کا کس سنہ میں وصال ہوا؟

جواب　حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کا ۱۹/ ذی قعدہ ۹۱۰ھ میں ۶۳ سال کی عمر میں وصال ہوا۔

سوال　کس مقام پر وصال ہوا؟

جواب　ملک افغانستان میں شہر فرح مقام باغ رحمت میں وصال ہوا۔ اور وہیں آپ کا گنبد مبارک ہے۔

سوال　حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام نے "امام مہدی" ہونے کا دعویٰ کس عمر میں فرمایا؟

جواب　آپ نے اللہ کے حکم سے اپنے "امام مہدی موعودؑ" ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ اسوقت آپ کی عمر ۵۴ سال تھی۔

سوال　پہلی مرتبہ آپ نے کس مقام پر دعویٰ مہدیت فرمایا؟

جواب　۹۰۱ ہجری میں پہلی مرتبہ مکہ معظّمہ خانہ کعبہ میں رکن ومقام پر کھڑے ہوکر تمام دنیا کے مسلمانوں کے سامنے آپ نے خدا کے حکم سے اپنے "امام مہدی" ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ اور فرمایا ومن اتبعنی فھو مومن یعنی جس نے میری اطاعت کی پس وہ مومن ہے۔

سوال　آپ کی اطاعت کرنے کا کیا مطلب ہے؟

جواب　آپ پر سچے دل سے ایمان لانا کہ آپ ہی کی ذات امام مہدی موعود آخرالزماں ہے اور آپ کے احکام کی سچے دل سے پیروی کرنا۔

سوال　آپ کیا حکم کرتے تھے؟

جواب　آپ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور پیروی کا حکم کرتے تھے۔

سوال　حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کے کچھ حالات اور اخلاق بیان کرو۔

جواب　(۱)　آپ جب پیدا ہوئے آپ کے دونوں ہاتھ برہنگی کو ڈھانکے ہوئے تھے۔

(۲) آپ ختنہ کیے ہوئے پیدا ہوئے۔

(۳) آپ کے جسم مبارک پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔

(۴) آپ کے جسم کا سایہ نہ تھا۔

(۵) آپ کی پیدائش کے وقت شہر جونپور کے تمام بت گر گئے تھے۔

(٦) آپ جب پیدا ہوئے غیب سے یہ آواز سنائی دی کہ۔

''حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹنے ہی کے لئے تھا''

(۷) اس غیب کی آواز کو حضرت شیخ دانیالؒ نے جو اس وقت شہر جونپور میں بہت بڑے بزرگ، محدث اور ولی کامل تھے، سنا تھا۔

(۸) آپ بہت سچے اور وعدے کے پکے تھے۔

(۹) آپ غریبوں کے غم خوار اور ناداروں کے مددگار تھے۔

(۱۰) آپ سخی، جواں مرد اور حیادار تھے۔

(۱۱) آپ نہایت عبادت گزار، پرہیزگار اور امانت دار تھے۔

(۱۲) آپ کے اخلاق تمام نبیؑ کے اخلاق کی طرح تھے۔

(۱۳) آپ کے صفات تمام نبیؑ کے صفات کی طرح تھے۔

چنانچہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ '' امام مہدی میری اولاد سے ہوگا، میرے نقش قدم پر چلے گا اور کبھی خطا نہیں کرے گا''

اور خبر دی کہ ''امام مہدی کے اخلاق میرے اخلاق ہوں گے'' (ترمذی شریف)

(۱۴) آپ بچپن ہی سے شریعت رسول اللہ ﷺ کے تابع تھے۔

(۱۵) آپ کی ہر بات اور ہر کام سے اتباع رسول اللہ ﷺ ظاہر ہوتی تھی۔

(۱٦) آپ کی عمر ابھی سات برس کی بھی نہ ہوئی تھی کہ آپ حافظ قرآن ہو گئے۔

(۱۷) آپ بارہ برس کی عمر میں ایک زبردست عالم ہو گئے۔

(۱۸) اس وقت کے تمام عالموں نے آپ کو ''اسد العلماء'' کا خطاب دیا۔

(۱۹) آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں غرق رہتے تھے۔ اس دنیا کی آپ کو خبر نہیں رہتی تھی۔ نماز کے وقت آپ کو اس عالم کی خبر ہوتی تھی اور وضو کر کے نماز ادا کرنے کے بعد آپ مست اور مستغرق ہو جاتے تھے۔ بارہ برس تک آپ کی یہی حالت رہی اس زمانہ میں آپ کی غذا بہت ہی کم تھی جنگ گوڑ کے بعد

(۲۰) آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے ''مہدی موعودؑ'' ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ جب آپ نے اپنے ''امام مہدی موعودؑ'' ہونے کا اعلان فرمایا آپ صاحب عقل وشعور تھے۔

(۲۱) آپ نے اپنی دعوت مہدیت کے خطوط اس وقت کے تمام بادشاہوں کے نام لکھ کر روانہ کئے۔ جس طرح حضرت رسول اللہ ﷺ نے اپنی دعوت نبوت کے خطوط اس وقت کے تمام بادشاہوں کے نام لکھ کر روانہ فرمائے۔

سوال کیا حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق کرنا فرض ہے؟

جواب امام مہدی موعود اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں اس لئے آپ کی تصدیق اور پیروی فرض ہے۔ چنانچہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ امام مہدیؑ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔ امام مہدی کی اتباع کرو اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کرو۔

سوال ایمان مکمل کس کو کہتے ہیں؟

جواب کلمہ شہادت اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی گواہی دینا اور کلمہ تصدیق اصدق ان المھدی الموعود قد جاء ومضیٰ کہہ کر امام مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق کرنا ایمان مکمل ہے۔

سوال حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے کتنے احکام کو فرض فرمایا ہے اور وہ کون سے ہیں؟

جواب حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے قرآن مجید کے حکم سے آٹھ باتوں کو فرض فرمایا ہے وہ یہ ہیں۔(۱) ترک دنیا (۲) ذکر خدا (۳) توکل (۴) ہجرت (۵) طلب دیدار خدا (۶) صحبت صادقان (۷) عزلت (۸) عشر (یہ احکام طریقت ہیں)

ف یہ احکام فرائض شریعت کے علاوہ ہیں۔

سوال کیا حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے پانچ نمازوں کے سوائے کوئی نماز بھی فرض بتائی ہے؟

جواب ہاں روزانہ کی پانچ نمازوں کے سوائے رمضان شریف کی ستائیسویں شب (قدر) میں دو رکعتیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرض بتائی ہیں جس کو دوگانہ شب قدر کہتے ہیں۔

سوال نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرض نماز کے بعد کبھی ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں مانگی۔ پس ہم کو بھی چاہیئے کہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا نہ مانگیں بلکہ سجدے میں عاجزی سے آہستہ دعا کرنی چاہیئے۔

سوال حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے کتنے صحابہ ہیں اور ان کے کیا نام ہیں؟

جواب حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے ہزاروں صحابہ ہیں۔ مگر ان میں پانچ صحابہ افضل ہیں ان کے نام یہ ہیں۔

(۱) حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ

(۲) حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ

(۳) حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ

(۴) حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ

(۵) حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؓ

☆☆☆☆☆

حصہ دوم

سوال ولی کس کو کہتے ہیں؟

جواب ولی اس کو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ سے نزدیکی ہو۔

سوال ولی کتنے قسم کے ہوتے ہیں؟

جواب ولی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک ولی کامل دوسرا ولی ناقص۔

سوال ولی کامل اور ولی ناقص میں کیا فرق ہوتا ہے؟

جواب ولی کامل وہ ہے جو حضرت رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں کامل ہو۔ ولی ناقص وہ ہے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں کامل نہ ہو۔

سوال حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی کامل پیروی کا کیا مطلب ہے؟

جواب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے قول، فعل اور حال کی پوری پوری پیروی کرے۔ حال کی پیروی کا یہ مطلب ہے کہ جو حالت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تھی وہی حالت اپنے میں پیدا کرے۔

سوال کیا ہر انسان عبادت اور محنت سے ولی ہو سکتا ہے؟

جواب عبادت اور خدا کی راہ میں محنت کرنے سے عام ولایت کی امید کی جا سکتی ہے مگر خاص ولایت حاصل نہیں ہو سکتی۔

سوال خاص ولایت کس طرح حاصل ہوتی ہے؟

جواب خاص ولایت، عبادت اور خدا کی راہ میں محنت کرنے سے بھی حاصل نہیں ہوتی بلکہ یہ خاص ولایت اس شخص کو حاصل ہوتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے عطا کرتا ہے۔ خاص ولایت کی حالت ویسی ہی ہے جیسی کہ نبوت کی حالت ہے۔ جس طرح ہر شخص کو عبادت اور محنت کرنے سے نبوت حاصل نہیں ہوتی اسی طرح ہر شخص کو عبادت

اور محنت کرنے سے خاص ولایت بھی حاصل نہیں ہوسکتی۔ ایسا ولی کامل جس کو خاص ولایت دی جاتی ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا تابع تام ہوتا ہے۔

سوال تابع تام کس کو کہتے ہیں؟

جواب تابع تام اس کو کہتے ہیں جس کا عمل ویسا ہی ہو جیسا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کا تھا۔ جس کا حال ویسا ہی ہو جیسا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کا حال تھا۔ جس کی دعوت ویسی ہی ہو جیسی کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی دعوت تھی۔

سوال کیا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کے پیدا ہونے کی خبر دی ہے کہ اپنے جیسا صاحب دعوت ہو؟

جواب ہاں حضرت رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کے پیدا ہونے کی خبر دی ہے کہ

''حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد میری اُمّت کی ہدایت کے لئے ایک شخص پیدا ہوگا وہ اللہ کا خلیفہ ہوگا۔ اس کا نام میرا نام ہوگا۔ اس کی ماں کا نام میری ماں کا نام ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا۔ اس کا لقب مہدی ہے۔ تم لوگوں پر فرض ہے کہ اس کے ہاتھ پر بیعت کرو۔''

یہ حدیث سنن ابن ماجہ میں حضرت ثوبان صحابیؓ کے حوالہ سے بیان کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ حاکم' ابونعیم اور دیگر علماء حدیث نے بھی اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ اس حدیثِ حضرت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق اور بیعت فرض ہے۔

سوال اس کے علاوہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے اور بھی کچھ خبر دی ہے؟

جواب ہاں! حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام سے متعلق اور بھی خبر دی ہے۔ چنانچہ

(۱) حدیث کی مشہور کتاب سنن ابوداؤد میں ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کہ مہدی کے اخلاق میرے اخلاق جیسے ہوں گے۔

(۲) حدیث کی مستند کتاب مشکوۃ شریف اور حدیث کی صحیح کتاب مسند امام احمد بن حنبلؒ دونوں کتابوں میں حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کے حوالے سے اور کتاب کنز العمال میں حضرت علیؓ کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی گئی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

''میری اُمّت کیوں کر ہلاک ہوگی جبکہ میں اس کے اول حصہ میں ہوں اور عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) اس کے آخر حصہ میں ہیں اور مہدیؑ میری اہل بیت سے اس کے درمیانی حصہ میں ہیں''

حضرت رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث سے تین باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

ایک یہ کہ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کی ذات اُمّت محمد ﷺ کو ہلاکت سے بچانے والی ہے۔

دوسری یہ بات کہ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام اہل بیت حضرت رسول اللہ ﷺ سے ہیں۔

تیسری بات یہ کہ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کے پیدا ہونے کا زمانہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ اُمّت کے درمیانی حصہ میں پیدا ہوں گے۔

سوال کیا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے یہ خبر بھی دی ہے کہ ایسا شخص معصوم ہوگا؟

جواب ہاں! حضرت رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ

(۱) وہ شخص جس کا لقب ''مہدی'' ہے میری اولاد سے ہوگا۔

(۲) میرے نقشِ قدم پر چلے گا اور کبھی خطا نہیں کرے گا۔

(۳) وہ اللہ کا خلیفہ ہوگا۔

اس حدیث شریف کو کئی علماء حدیث نے کئی مقامات پر مختلف حیثیتوں سے بیان کیا ہے۔

حضرت رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث شریف سے بھی تین باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام حضرت رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے ہوں گے۔

(۲) دوسری یہ کہ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام معصوم ہوں گے (خطا نہیں کریں گے)

(۳) تیسری یہ کہ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہوں گے۔

سوال خلیفۃ اللہ میں کیا صفات ہونی چاہئیے؟

جواب خلیفۃ اللہ میں سب سے بڑی ان دو صفات کا ہونا ضروری ہے۔

(۱) وہ خطا سے معصوم ہو

(۲) اس میں وہ تمام صفات ہونی چاہئیں جو حضرت رسول اللہ ﷺ میں تھیں۔

ف جو شخص خطا سے معصوم نہ ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ نہیں ہوسکتا۔

سوال خلیفۃ اللہ میں اور کیا صفات ہونا چاہئے؟

جواب اس میں انبیاء علیہم السلام کے تمام صفات ہونا چاہئے۔ اس کی تعلیم اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہونی چاہئے۔ جس طرح تمام پیغمبروں اور اللہ تعالیٰ کے خلیفوں کو ہوا کرتی ہے وہ گناہوں سے معصوم ہونا چاہئے۔ ان صفات والی شخصیت کو خلیفۃ اللہ کہتے ہیں۔

سوال کیا حضرت سید محمد امام مہدی موعود علیہ السلام میں احادیث حضرت رسول اللہ ﷺ میں جو باتیں بیان کی گئیں ہیں وہ سب موجود تھیں؟

جواب ہاں! حضرت سید محمد امام مہدی علیہ السلام میں وہ سب باتیں موجود تھیں جو احادیث حضرت رسول اللہ ﷺ میں بیان کی گئیں ہیں۔

سوال احادیث حضرت رسول اللہ ﷺ میں جو علامات مہدی علیہ السلام کی بیان کی گئی ہیں ان کا خلاصہ مطابقت کے ساتھ بیان کرو؟

جواب **علامت نمبر (۱)** مہدی علیہ السلام اولاد فاطمۃ الزہراؓ سے ہوں گے (عقد الدرر والبرہان علمائے حدیث واصول کی متفقہ کتب) چنانچہ آپ فاطمۃ الزہراؓ کے فرزند امام حسینؓ کی اولاد سے ہیں۔

علامت نمبر (۲) مہدی علیہ السلام حضرت رسول اللہ ﷺ کے ہم نام ہوں گے۔ چنانچہ آپ کا نام ''محمدؐ'' ہے۔

علامت نمبر (۳) مہدی علیہ السلام کی ماں اور باپ حضرت رسول اللہ ﷺ کے ماں باپ کے ہم نام ہوں گے۔ چنانچہ آپ کے والد کا نام ''سید عبداللہ'' اور والدہ کا نام ''بی بی آمنہ'' تھا

ف یہ علامات سنن ابو داؤد' طبرانی' سنن ابن ابی شیبہ میں حضرت ابن مسعودؓ کے حوالہ سے لکھی ہوئی ہیں۔

علامت نمبر (۴) مہدی علیہ السلام کعبۃ اللہ میں رکن ومقام کے درمیان لوگوں سے بیعت لیں گے۔ چنانچہ آپ جب حج کو تشریف لے گئے تو رکن ومقام کے درمیان کھڑے ہوکر تمام دنیا کے مسلمانوں کے سامنے آپ نے خدا کے حکم سے دعوت مہدیت کی۔ جس کو لوگوں نے قبول کیا اور آپ سے بیعت کی۔

اس حدیث کو نعیم بن حماد نے حضرت قتادہؓ کے حوالے سے بیان کی ہے۔

علامت نمبر (۵) مہدی علیہ السلام' حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے آئیں گے۔ (مشکوۃ شریف) چنانچہ نزول عیسیٰ سے پہلے آپ کا ظہور ہوا۔ تمام امت محمدیہ پر آپ نے اپنا دعویٰ مہدیت کا علانیہ اظہار فرمایا اور اس زمانہ کے تمام سلاطین اور بادشاہوں کے نام دعوت نامے جاری فرمائے کہ اگر میں دعویٰ مہدیت میں سچا ثابت نہ ہوسکوں تو تم پر میرا قتل واجب ہے۔ پس تم کو اور علماء کو چاہئے کہ میری تحقیق کریں اور یہ بھی فرمایا کہ میری مہدیت کی سچی دلیل یہی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور

حضرت رسول اللہ ﷺ کا پورا پورا تابع ہوں۔ میں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا ہے اور کوئی جدید شرع نہیں لایا ہوں اور احکام ولایت محمدؐ یہ کا جو علم الاحسان کے احکام ہیں مستقل داعی ہوں۔

علامت نمبر (۶) مہدی علیہ السلام قسط وعدل سے زمین کو بھر دیں گے۔ چنانچہ جن لوگوں کو حق کی طلب تھی انہوں نے آپ کی تصدیق کی اور ایمان لائے۔ پس یہی معنی **یملاء الارض قسطاً وعدلاً** ۔ ورنہ حدیث **یملاء الارض** کا یہ مطلب نہیں کہ ساری دنیا میں عدل وانصاف پھیل جائے گا اور دنیا کے تمام انسان ایمان لائیں گے۔ کیونکہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے اب تک سارے افراد انسانی نہ ایمان لائے اور نہ آئندہ لائیں گے۔ چنانچہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے جب یہ کوشش کی کہ ابو طالب ایمان لائیں تو انہوں نے قبول نہیں کیا۔ تو آنحضرت ﷺ کو سخت رنج ہوا اللہ جل شانہ نے حضرت رسول اللہ ﷺ کی تسکین کی خاطر یہ آیت نازل فرمائی کہ **انک لا تھدی من احببت** (القصص ۵۶) یعنی اے محمد ﷺ تم جس سے محبت رکھتے ہو اس کو راہ پر لانا تمہارا کام نہیں ہے بلکہ ہمارا کام ہے۔ پس ہم جس کو ہدایت دینا چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں۔

غرض انبیاء علیہم السلام اور حضرت مہدی موعود علیہ السلام کا یہ منصب ہے کہ ''خدا کی راہ بتا دیں'' اور یہ منصب نہیں ہے کہ لوگوں کو ہدایت پر لائیں۔ کیوں کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کا ہے جو فرماتا ہے۔ **یضل من یشاء ویھدی من یشاء** (فاطر ۸) (جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے) غرض جو لوگ حدیث **یملاء الارض** الخ کے نظر کرتے یہ کہتے ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں سب زمین پر عدل وانصاف پھیل جائے گا اور سب لوگ مومن ہو جائیں گے، قرآن حکیم کے منشاء کے خلاف ہے۔

خلاصہ یہ کہ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی طرح بصیرت وہدایت کی طرف لوگوں کو بلایا اور دعوت دی۔ اپنے معجزات سے بھی اپنی دعوت کا ثبوت دیا۔ وہی لوگ تصدیق مہدیت سے مشرف ہوئے اور ایمان لائے جن کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب** متقی اور غیب پر ایمان لانے والے لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور جو اس صفت سے موصوف نہیں تھے علامتوں کی بحثوں میں اُلجھ گئے۔ حق تو یہی ہے کہ علامات دراصل اشارات خفیہ ہیں۔ ان کے حقیقی معنی ہرگز مراد نہیں ہیں۔ اسی غلطی کی وجہ سے یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اور نصاریٰ و یہود نے حضرت محمد ﷺ کا انکار کیا۔

سوال حضرت امامنا سید محمد مہدی موعودؑ کی تصدیق کا معیار کیا ہے؟

جواب حضرت امامنا سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق کا معیار وہی ہے جو انبیاء علیہم السلام اور حضرت نبی مکرم ﷺ کی تصدیق کا معیار ہے یعنی یہ کہ

نبوت سے پہلے

(۱) امور دنیا میں ہو یا امور دینی میں کبھی جھوٹ نہ کہا ہو بلکہ سچا ہو۔

(۲) برے افعال سے دور ہو بلکہ اس کا ارادہ تک نہ کیا ہو۔

(۳) صابر و شاکر ہو۔ یعنی مصیبتوں اور آفتوں سے اس کے نفس میں پریشانی اور حیرانی نہ آئے۔

(۴) وعدہ کا سچا ہو۔

(۵) امانت دار ہو۔

(۶) تکلیفوں اور مصیبتوں میں لوگوں کی مدد کرے۔

(۷) بہادر شجیع ہو۔

(۸) عادل ہو۔یعنی اس میں انصاف کی صفت ہو۔

(۹) سخی ہو۔

(۱۰) اللہ کے راستہ میں خرچ کر دینے والا ہو۔

(۱۱) عقل اور شعور والا ہو۔

نبوت کے اظہار کے بعد

اس میں دو چیزوں کا ہونا لازمی ہے ایک یہ کہ اپنی نبوت کا دعویٰ کرے۔ دوسرے منکرین کی طلب پر اس سے معجزہ ظاہر ہو۔پس یہ صفات جس میں ہوں گے وہ نبی اور اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوگا۔

یہی صفات نبوت اور مہدیت کی تصدیق کے اصلی معیار ہیں۔چنانچہ حضرت امامنا سید محمد مہدی علیہ السلام کے حالات اور کیفیات سے ثابت ہے کہ نبوت کے ثبوت میں جن صفات مندرجہ صدر کی ضرورت ہے وہ تمام صفات' حالات اور کیفیات حضرت امامنا علیہ السلام میں موجود تھیں۔آپ نے دعویٰ مہدیت بھی فرمایا اور آپ سے معجزات بھی ظاہر ہوئے۔چنانچہ تمام مورخین اس بات پر متفق ہیں۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ

" در اعتقاد سید محمد جون پوری ہر کمالیکہ رسول اللہ داشت در سید محمد مہدی نیز بود فرق ہمیں است کہ آن جابا صالت بود واین جابہ تبیعت وتبیعت رسول بجائے اورسیدہ کہ ہم چواوشد۔

یعنی (حضرت) سید محمد جونپوری کے اعتقاد سے ہے کہ ہر وہ کمال کہ جو (حضرت) رسول اللہ (صلعم) رکھتے تھے وہی کمال سید محمد مہدیؑ میں بھی تھا۔فرق یہی ہے کہ وہاں ذات سے تھا اور یہاں اتباع میں اور (حضرت) رسول اللہ (صلعم) کی اتباع میں اس حد تک پہنچ گئے تھے کہ ان کے مانند ہو گئے تھے۔

سوال کیا حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ''امام مہدی خاتم دین ہیں؟

جواب حضرت رسول اللہ ﷺ نے مہدی موعودؑ سے متعلق فرمایا ہے کہ ''مہدی ہم سے ہے اللہ تعالیٰ اس پر دین کو ختم کرے گا جس طرح اس کو ہم سے شروع کیا ہے۔
اس حدیث شریف کو ابونعیم، نعیم بن حماد اور ابوالقاسم طبری محدثین نے حضرت علیؓ کے روایت سے بیان کیا ہے۔

سوال قرآن مجید کی آیت الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دین مکمل ہو چکا تو پھر دوبارہ تکمیل دین یا اختتام دین کے کیا معنیٰ؟

جواب اکملت لکم دینکم کا یہ مطلب ہے کہ دین سے متعلق جتنی ضروری چیزیں ہیں قرآن مجید نے ان کو مکمل کر دیا۔ اس طرح سے قرآن مجید کے نازل ہو جانے کے بعد اب اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کے نازل ہونے کی ضرورت نہیں رہی۔ پس دین اسلام نزول کے اعتبار سے مکمل ہو چکا مگر بیان احکام احسان اور دعوت احسان کے اعتبار سے دین کی تکمیل یا اختتام دین حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کی دعوت کے بعد ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ تکمیل دین بہ اعتبار نزول قرآن ہے اور اختتام دین بہ اعتبار دعوت احسان ہے۔

سوال جب حضرت امام مہدی علیہ السلام ''خاتم دین'' ہیں تو کن احکام کا بیان و تعلیم فرمائیں گے؟

جواب قرآن مجید میں بہت ساری چیزوں کا بیان ہے مگر احکام قرآن چار ہیں۔
(۱) عقائد (۲) عبادات یعنی اللہ اور بندے کے تعلقات (۳) معاملات یعنی بندوں کے بندوں سے تعلقات (۴) احسان۔ عقائد و عبادات اور معاملات کے احکام کی تعلیم حضرت رسول اللہ ﷺ نے پوری فرمادی۔ مگر احسان کے احکام کی دعوت نہیں

فرمائی۔ پس دین کا ایک حصہ جو احسان ہے اس کے احکام کو حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا اور دعوت فرمائی۔

سوال عقائد کی تفصیل مختصر طور پر بیان کرو؟

جواب (۱) اللہ کو ایک جاننا اور اس کی ذات وصفات میں مخلوق کو شریک نہ کرنا اس کو توحید کہتے ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی صفات سے متعلق عقیدہ رکھنا کہ وہ علیم ہے یعنی وہ جاننے والا ہے، وہ قادر ہے یعنی قدرت والا ہے، وہ حی ہے یعنی زندہ ہے، وہ سمیع ہے یعنی سنتا ہے، وہ بصیر ہے یعنی دیکھتا ہے، وہ کلیم ہے یعنی بات کرتا ہے، وہ ارادے والا ہے، سب چیزوں کا خالق ہے یعنی پیدا کرنے والا ہے۔

(۳) فرشتوں سے متعلق عقیدہ رکھنا کہ فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو نور سے پیدا کیا ہے، بے گنتی ہیں۔ ان میں سب سے بزرگ چار فرشتے ہیں۔ (۱) حضرت جبرئیلؑ (۲) حضرت میکائیلؑ (۳) حضرت عزرائیلؑ (۴) حضرت اسرافیلؑ۔ ان چاروں میں سب سے بزرگ فرشتہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ کی چاروں کتابوں، توراۃ، زبور، انجیل اور قرآن مجید کو برحق جاننا اور اس کے علاوہ جس قدر صحیفے ہیں ان سب کو برحق جاننا اور اس بات پر یقین رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کی تمام کتابوں اور صحیفوں میں آخری اور مکمل کتاب قرآن مجید ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبروں کو برحق جاننا اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم الانبیاء اور تمام پیغمبروں کے سردار اور افضل ہیں، ایمان رکھنا۔

(۶) قیامت کے دن کو برحق جاننا۔

(۷) تقدیر اور خیر وشر اللہ ہی کی جانب سے ہے، برحق جاننا۔

ف خیر سے اللہ تعالیٰ راضی ہیں اور شر سے راضی نہیں ہیں۔

(۸) مرنے کے بعد اٹھائے جانے اور حساب لئے جانے کو برحق جاننا۔

(۹) حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام' اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں' خاتم ولایت محمدیہؐ ، داعی الی اللہ ہیں، آئے اور گئے پر یقین اور ایمان رکھنا۔

ف ان کو عقائد کہتے ہیں۔

سوال عبادات کس کو کہتے ہیں؟

جواب عبادات نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' جہاد وغیرہ کو کہتے ہیں۔

سوال معاملات کس کو کہتے ہیں؟

جواب بیچنا' خرید کرنا' اقرار کرنا' گواہی دینا' ملازمت کرنا' ایک قوم کا دوسری قوم سے تعلق' ایک حکومت کا دوسری حکومت سے تعلق' حکومت اور حکومت کا تمام نظم ونسق وغیرہ کو معاملات کہتے ہیں۔

ف ان تمام چیزوں کی تعلیم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمادی۔

سوال احسان کس کو کہتے ہیں؟

جواب احسان اس کو کہتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت کرو کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو۔ اور اگر یہ نہ ہو سکے تو اس تصور سے عبادت کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے۔'' (صحیحین فقہ اکبر امام اعظمؒ ' ابومطیع بلخیؒ' روایہ ابن عمرؓ)

سوال قرآن مجید کی تعلیمات کتنی قسم کی ہیں؟

جواب قرآن مجید کی تعلیمات تین قسم کی ہیں۔ ایک علم الاسلام' دوسری علم الایمان' تیسری علم الاحسان۔

سوال کیا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے تینوں قسم کی تعلیمات نہیں فرمائیں؟

جواب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے علم الاسلام اور علم الایمان کی تعلیم پوری طور سے فرمائی۔ چنانچہ ہزاروں حدیثیں اور سینکڑوں کتابیں ان ہی دونوں چیزوں کے مضامین پر ہیں

اور ان ہی دونوں چیزوں کی تعلیم دیتی ہیں۔ اب رہا علم الاحسان جو قرآن مجید کی تعلیمات کی تیسری قسم ہے اس کی تفصیلی تعلیم کسی حدیث میں حضرت رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمائی۔ علم الاحسان کے سلسلہ میں آیات قرآنی اور احادیث حضرت رسول اللہ ﷺ پر غور کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ احسان سے صرف دیدار خدا مراد ہے۔ چنانچہ حدیث شریف کے الفاظ **ان تعمل اللہ کانک تراہ** یا **ان تعبد اللہ کانک تراہ** دیدار خدا ہی کو ثابت کرتے ہیں اور اس کی تحقیق کسی حدیث میں نہیں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ احسان کا بیان ادھورا چھوڑ دیا گیا۔

سوال قرآن مجید کی آیت **ما علی الرسول الا البلاغ** (المائدہ ۹۹) یعنی حضرت رسول اللہ ﷺ کا یہی منصب ہے کہ آپ جو کچھ اترے امت کو پہنچا دیں۔ ایسی صورت میں یہ کس طرح یقین کیا جاسکتا ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے احکام احسان کو نہیں پہنچایا؟

جواب تبلیغ کے دو قسم ہیں۔ ایک دعوت کے طور پر تبلیغ کی جاتی ہے، دوسری تبلیغ تو کی جاتی ہے مگر دعوت کے طور پر نہیں کی جاتی۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے اسلام اور ایمان کے احکام کی تبلیغ دعوت کے طور پر فرمائی ہے۔ احکام احسان کی تبلیغ دعوت کے طور پر نہیں فرمائی بلکہ جس میں جیسی صلاحیت اور قابلیت دیکھی ان کو ان احکام کی تعلیم فرمادی۔ یہ بات بھی ثابت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے پورے قرآن مجید کی تبلیغ و تعلیم نہیں فرمائی بلکہ جن جن چیزوں کو وقت کے تقاضہ کے موافق اور ضرورت تھی ان کی تعلیم فرمائی۔ چنانچہ

(۱) مقطعات قرآنیہ **الم، حمعسق، حم، الر، کھیعص** وغیرہ کے معنی کی تعلیم نہیں فرمائی۔

(۲) اسی طرح صفات الٰہی میں سمیع وبصیر کے معنی کی تعلیم نہیں فرمائی جو صفات حقیقیہ میں داخل ہیں۔

(۳) اسی طرح قرآن مجید میں ہر جگہ قیامت کا ذکر موجود ہے مگر حضرت رسول اللہ

ﷺ نے اس کا بیان نہیں فرمایا۔

(۴) اسی طرح نامۂ اعمال، وزن اعمال اور میزان وغیرہ کے سلسلہ میں کوئی قطعی تعلیم نہیں فرمائی۔

(۵) اسی طرح مسئلہ جبر وقدر میں جو آیات ہیں صاف وصریح معنی کی تعلیم نہیں فرمائی بلکہ صحابہ کرامؓ کو اس گفتگو سے منع فرمادیا۔

(۶) اسی طرح آیات قرآنی کی تشریح نہیں فرمائی جو وحدۃ الوجود کو ثابت کرتی ہیں۔ مثلاً

و فی انفسکم افلا تبصرون○ (الذاریات ۲۱)

فاینماتولوا فثم وجه الله (البقرۃ ۱۱۵)

وما رمیت اذ رمیت ولا کن الله رمی (الانفال ۱۷)

ید الله فوق ایدیهم○ (الفتح ۱۰)

ان مثالوں سے ثابت ہوا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے پورے قرآن مجید کی تبلیغ نہیں فرمائی بلکہ بلحاظ موقع وشعور انسانی علم الاسلام اور علم الایمان کی تو مکمل تعلیم فرمادی اور علم الاحسان کو صلاحیت اور قابلیت والے اصحاب کرامؓ کو مخصوص طریقہ پر بتلایا اور تعلیم فرمائی۔ عام افراد انسانی کو اس کی تعلیم دعوت کے طور پر نہیں فرمائی۔ چونکہ احکام احسان کی تعلیم بھی نہایت ضروری تھی جن کا ماخذ بھی آیات قرآنی ہیں۔ بغیر اس کی تبلیغ وتعلیم کے بیان تعلیم قرآن مکمل نہیں ہوسکتا تھا۔ (از تنویر الھدایہ شمسیؒ) اسی وجہ سے حضرت رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کی اتباع کا حکم دیا اور بیعت فرض کی تاکہ تعلیمات قرآنی کی تکمیل ہو اور ختم دین کی حدیث کا معنی بھی پورا ہوجائے۔ چنانچہ حضرت سید محمد مہدی موعود علیہ السلام نے احکام احسان کا بیان اور دعوت فرما کر تبلیغ وتعلیم فرمائی۔ (ماخوذ از تنویر الھدایہ علامہ شمسیؒ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

ائمہ حدیث نے احادیث کو کئی اقسام میں تقسیم کیا ہے جن میں صحیح بھی ہیں، حسن بھی ہیں، ضعیف بھی ہیں اور باہم متعارض یعنی ایک دوسرے کے خلاف بھی ہیں۔

باعتبار سند احادیث کی دو قسمیں متواتر، اور دوسری قسم اخبار احاد ہے۔ حدیث متواتر یقین قطعی کا درجہ رکھتی ہے۔ اور حدیث احاد ظن کا درجہ رکھتی ہے۔ چونکہ حدیث متواتر سے قطعی علم و یقین حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا انکار کفر ہوتا ہے۔ اور حدیث احاد چونکہ ظن کا درجہ رکھتی ہے اس لئے اس کا انکار کفر نہیں ہوتا ہے۔ جو چیزیں حدیث احاد سے ثابت ہیں ان کے انکار سے کافر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس حدیث کے حضور سرور کونین آنحضرت ﷺ سے صادر ہونے کا یقین حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے حدیث احاد اگرچہ کہ صحیح ہو لیکن ظن اور شک کے سوا کسی چیز کا اضافہ نہیں کرتی بلکہ ظنی چیز کو قطعی سمجھنا کفر ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے خلاف گواہی دینا ہے۔

جو چیز حدیث متواتر سے ثابت ہو اس کا انکار اس لئے کفر ہے کہ اس کا صدور حضور سرور کونین آنحضرت ﷺ سے بغیر کسی شبہ کے یقینی ہوتا ہے۔ کیوں کہ راویوں کی کثرت کی وجہ شک و گمان زائل ہو جاتا اور یقین قطعی حاصل ہوتا ہے۔

جب حقیقت یہ ہے تو جو چیز احادیث احاد و ظنیہ سے ثابت ہو وہ ظاہر ہونے کے بعد بے شبہ یقین ہو جائے گی جیسے کہ ''آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا'' اگرچہ کہ حدیث احاد ہی سے ثابت ہے۔ جیسا کہ ارشاد رب العزت **یوم یاتی بعض آیات ربک** (الانعام ۱۵۸) کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے کہ ''لیکن جب وہ مغرب سے طلوع ہو جائے گا اور لوگ اس کو دیکھ لیں گے تو گمان زائل ہو کر یقین حاصل ہو جائے گا''

پس مومن کے دل میں اس کی گنجائش نہیں رہے گی کہ اس حدیث کے صادر ہونے سے متعلق انکار یا شک کرے۔

علماء اصول کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جس حدیث کی تصدیق وتحقیق ضروری ہوتی ہے وہ اعتقادات وایمانیات سے متعلق حجت نہیں بن سکتی۔ اس لئے کہ وہ مفید قطعیت ویقین نہیں ہے۔

ظہور امام مہدی موعود علیہ السلام کی علامات اور بشارات میں بھی ان ہی دو قسم کی احادیث سے بحث کی جاتی ہے۔ احادیث کی ان قسموں کے تحت ظہور امام مہدی موعود علیہ السلام کی علامات کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم قطعی ہے اور دوسری ظنی ہے۔ ''امام مہدی موعود'' ہونے والی ذات میں احادیث متواترہ کے تحت علامات قطعیہ کا پایا جانا ضروری ہے۔

حضرت امامنا سیدنا سید محمد مہدی موعود علیہ السلام (جونپوری) میں علامات قطعیہ پورے پورے موجود ہیں۔ اور من وعن صادق آتے ہیں اور علامات احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ آپ ہی کی ذات ''امام مہدی موعود'' برحق ہے۔ مگر بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ''امام مہدی موعود'' ہونے کا دعویٰ کرنے والی ذات میں علامات قطعیہ اور علامات ظنیہ دونوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ اسی خیال کے تحت اکثر لوگ حضرت امامنا سیدنا مہدی موعود علیہ السلام (جونپوری) کی ذات پاک کا انکار کرتے ہیں اور ہنوز امام مہدی کے ظہور کا انتظار کر رہے ہیں۔

مگر فی الحقیقت یہ خیال قطعاً صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اگر اس خیال کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو اجتماع ضدین لازم آئے گا جو ایک امر محال ہے۔ ان حالات میں علامات ظنیہ جو احادیث احاد سے ثابت ہوتے ہیں ان پر غور اور ان کی تحقیق طلب حق کے لئے ضروری ہے۔

چنانچہ اس کتاب میں احادیث احاد اور متعارض پر بحث کی گئی ہے۔ اور علماء اصول کے فیصلہ کے تحت ثابت کیا گیا ہے کہ اخبار احاد چاہے صحیح کیوں نہ ہوں ظن اور شک میں اضافہ کرسکتی ہیں اور ظن مفید اعتقاد نہیں ہوتا۔ اب طالبان حق وصداقت کا فرض ہے کہ بہ نظر انصاف غور کریں اور حق وصداقت کا راستہ جس کو قرآن حکیم نے صراط مستقیم فرمایا ہے اختیار کرکے طالب حق وصداقت ہونے کا ثبوت دیں اور حق کو حاصل کریں۔ وما علینا الا البلاغ

یکم رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ	فقیر حقیر
مطابق ۲/ اپریل ۱۹۵۷ء	محمد نعمت اللہ خاں صوفی غفرلہ

حصۂ سوم

سوال　فرقہ ہائے اسلام کی اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کی بعثت ضروریات دین سے ہے مگر امام مہدی موعود کا دعویٰ کرنے والے میں جب تک وہ تمام شرائط اور علامات موجود نہ ہوں وہ امام مہدی موعود علیہ السلام کیسے ہوسکتا ہے اور اس کی تصدیق کیسے ضروری اور فرض ہوسکتی ہے؟

جواب　حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کی شرائط وعلامات کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم یہ ہے کہ ان کا ثبوت احادیث متواترہ سے ہوا ہوگا۔

دوسری قسم یہ ہے کہ ان کا ثبوت احادیث احاد سے ہوا ہوگا۔

علماء محققین کا یہ فیصلہ ہے کہ

پہلی قسم کا ثبوت جو احادیث متواترہ کے تحت امام مہدی ہونے کا دعویٰ کرنے والے میں پایا جانا ضروری اور واجب ہے۔

دوسری قسم چونکہ ظنی ہے اس لئے اس کا پایا جانا ضروری نہیں ہے۔

سوال　بعض لوگوں کا خیال ہے کہ علامات قطعیہ اور ظنیہ دونوں کا پایا جانا ضروری ہے ورنہ مہدیت کا ثبوت نہ ہوگا۔ کیا یہ خیال صحیح ہے؟

جواب　علامات امام مہدی موعود علیہ السلام میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں بعض علامتیں ایسی بھی ہیں جو ایک دوسرے کے بالکل خلاف اور ضد ہیں۔ ایسی صورت میں اجتماع ضدین لازم آئے گا جو قطعی ناممکن ہے۔

مثال کے طور پر بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام مکہ میں پیدا ہوں گے۔ اور بعض حدیثوں سے ظاہر ہے کہ امام مہدی علیہ السلام مدینہ میں پیدا ہوں گے۔

اب غور کا مقام ہے کہ ایک حدیث دوسری حدیث سے بالکل خلاف ہے

کیونکہ جوذات مکہ میں پیدا ہوگی وہ پھر مدینہ میں کس طرح پیدا ہوسکتی ہے؟ یا جوذات مدینہ میں پیدا ہوگی پھر وہ مکہ میں کس طرح پیدا ہوسکتی ہے؟

اس صورت میں ان دونوں حدیثوں میں سے ایک یقینی طور پر غیر معتبر اور باطل ہوگی اور ایک صحیح اور معتبر ہوگی۔

ف اسی طرح ایک حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام حضرت امام حسن رضی اللہ عنہُ کی اولاد سے ہوں گے۔

دوسری حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہُ کی اولاد سے ہوں گے۔

اب غور کیجئے کہ ایک ہی ذات دو سے یعنی حضرت امام حسنؓ سے بھی اور حضرت امام حسینؓ سے بھی کیسے ہوسکتی ہے؟

ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ ان حدیثوں میں سے کوئی ایک صحیح اور کوئی ایک غیر معتبر ہوگی۔

ف اسی طرح ایک حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں ایک ہی زمانہ میں ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلامؑ حضرت مہدی علیہ السلام کی یا حضرت امام مہدی علیہ السلامؑ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اقتداء کریں گے۔

دوسری حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلامؑ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے وسط اُمت میں آئیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں آئیں گے۔

اب غور کیجئے کہ ایک حدیث دوسری حدیث سے قطعی خلاف اور بالکل ضد میں ہے۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ دونوں حدیثوں میں ایک صحیح اور معتبر ہوگی اور دوسری غیر صحیح اور غیر معتبر ہوگی۔

ان مثالوں سے ثابت ہوا کہ علامات حضرت امام مہدی علیہ السلام میں جس قدر احادیث پیش اور بیان کی جاتی ہیں ان سب سے اولاً یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا پیدا ہونا ضروری ہے اور چونکہ یہی امر دوسرے احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے۔لہٰذا حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کا پیدا ہونا خبر متواتر ہوگا۔

دیگر صفات و علامات جن کا منشاء اخبار احاد ہیں ظنی ہوں گے۔اس لئے ان کا پایا جانا ضروری نہیں ہے۔ البتہ ان میں جانچ پڑتال اور تحقیق ضروری ہے تا کہ احادیث متواتر المعنی کے انکار سے محفوظ ہو جائیں۔

سوال حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام اولاد حضرت امام حسنؓ سے ہوں گے صحیح ہے یا حضرت امام حسینؓ کی اولاد سے ہونا صحیح ہے؟

جواب سنن ابوداؤد میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ

''حضرت علیؓ نے حضرت حسن کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ میرا یہ لڑکا سید ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا یہی نام رکھا ہے۔اس سے ایک شخص پیدا ہوگا جو تمہارے نبی کا ہم نام ہوگا۔اور نبی سے خلق میں مشابہ ہوگا اور ہم شکل نہ ہوگا۔زمین کو عدل سے بھر دے گا۔

اس حدیث کے نظر کرتے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں گے۔

واضح ہو کہ یہ حدیث جو سنن ابوداؤد میں روایت کی گئی ہے وہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی حدیث نہیں ہے بلکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول بیان کیا گیا ہے جس کو حدیث حضرت رسول اللہ ﷺ تصور کرلیا گیا ہے۔

اس قول کے مطابق حضرت رسول اللہ ﷺ کی حدیث شریف اس طرح روایت کی جاتی ہے۔

(۱) حضرت ابن عمرؓ صحابی سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

''حسین کی اولاد سے ایک شخص مشرق کی طرف سے ظاہر ہوگا اگر پہاڑ اس کے سامنے آئیں گے تو ان کو گرادے گا اور ان میں راستے پیدا کرے گا'' لخ

اس حدیث کو حافظ ابوالقاسم نے اپنی مسند معجم میں اور حافظ ابونعیم اصفہانی اور حافظ ابو عبداللہ نعیم بن حماد جو امام بخاری کے شیوخ سے ہیں کتاب الفتن میں بیان کیا ہے۔

(۲) حضرت حذیفہؓ صحابی سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

''اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہا تو اس دن میں اللہ تعالیٰ ایک شخص کو پیدا کرے گا جو میرا ہم نام اور ہم خلق ہوگا۔ اس کی کنیت ابوعبداللہ ہوگی۔ رکن ومقام کے درمیان لوگ اس سے بیعت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے پہلی حالت کی طرف دین کو پلٹادے گا۔ اس کے لئے فتوح بھی ہوگی۔ زمین پر ایسے لوگوں سے نہ ملے گا جو لا اللہ الا اللہ نہ کہتے ہوں''

سلیمان نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ شخص آپ کے کونسے فرزند کی اولا سے ہوں گے۔ فرمایا کہ میرے اس فرزند کی اولاد سے کہہ کر حسینؓ کو اپنے ہاتھ سے مار کر اشارہ فرمایا۔

ف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت جو سنن ابوداؤد میں بیان کی گئی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام، حضرت امام حسنؓ کی اولاد سے ہیں۔

حضرت ابن عمرؓ اور حضرت حذیفہؓ دو صحابہ کی روایت جو رسول اللہ ﷺ سے بیان کی جارہی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہُ کی اولاد سے ہیں۔

قابل یقین حضرت رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہوگی جو دو صحابہؓ سے روایت کی جارہی ہے۔ جس کو کئی آئمہ حدیث نے قبول کیا ہے اور اپنی مسانید میں سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔

لہٰذا یقینی امر یہی ہے کہ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام حضرت امام حسین رضی اللہُ عنہُ کی اولاد سے ہیں۔

اس کے علاوہ ان تینوں روایتوں کا قدر مشترک یہی ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام حضرتہ فاطمۃ الزہراؓ کی اولاد سے ہیں۔

اس صورت میں یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا فاطمی النسل ہونا امر قطعی ہے اور حسنی یا حسینی ہونا امر ظنی ہے۔اسی لئے علماء اصول نے یہ تسلیم کیا ہے کہ'' حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کا فاطمی النسل ہونا ضروری ہے''

چنانچہ علامہ سعد الدین تفتازانیؒ نے اپنی کتاب شرح مقاصد میں اس کی تصریح کی ہے کہ

''علماء کا یہ مذہب ہے کہ مہدی امام عادل اور فاطمہؓ کی اولاد سے ہے۔اس کے ظہور کا زمانہ معین نہیں ہے۔اللہ جب چاہے گا اس کو پیدا کرے گا اور نصرت دین کے لئے اس کو مبعوث فرمائے گا'' علماء اصول کے اس فیصلہ سے چار باتیں ثابت ہو رہی ہیں۔

(۱) علماء حدیث و اصول نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ امام مہدی اولاد حضرت فاطمۃ الزہراؓ سے ہیں۔

(۲) حضرت امام مہدی علیہ السلام امام عادل ہیں۔

(۳) آپ کے ظہور کا زمانہ معین نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ جب چاہے گا آپ کو پیدا فرمائے گا۔

(۴) آپ کی بعثت نصرت دین کے لئے ہوگی۔

چنانچہ حدیث صحیح کے مطابق

(۱) حضرت امامنا سیدنا مہدی موعود علیہ السلام (جونپوری) حضرت رسول اللہ ﷺ کے ہم نام ہیں۔

(۲) آپ صلعم اولاد حضرتہ فاطمۃ الزہراؓ سے اور حضرت امام حسین رضی اللہُ عنہُ کی اولاد سے ہیں۔

(۳) یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ آپ صلعم حضرت رسول اللہ ﷺ کے ہم خلق اور ہم شکل ہیں۔

(۴) حدیث صحیح کے مطابق آپ صلعم کی پیدائش کا مقام عرب کے مشرق میں ہندوستان ہے۔

(۵) آپ صلعم کی پیدائش کے زمانہ میں دین میں کس قدر ابتری پھیلی ہوئی تھی تاریخ کے جاننے والے لوگ خوب جانتے ہیں۔ جس کی مختصر کیفیت وحالت ہم نے "ہمارا مذہب حصہ اول" کی کتاب کے صفحہ ۱۰۷ تا ۱۰۹ پر درج کر دی ہے۔

غرض زمانہ زبان حال سے پکار رہا تھا کہ یا اللہ کسی ہادی برحق کو بھیج دے اور امت محمدی صلعم کی کشتی کو ڈوبنے سے بچالے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے ومشیت اور حدیث کے منشاء کے تحت آپ صلعم کو نصرت دین کے لئے وسط امت میں پیدا فرمایا۔

(۶) آپ صلعم نے حدیث کے منشاء کے مطابق دین کو اس کی پہلی حالت کی طرف پلٹایا اور امت محمدی صلعم کو حقیقی دین اسلام کی طرف بلا کر صراط مستقیم دکھائی اور ہلاکت سے بچالیا۔

سوال حضرت حذیفہؓ سے جو حدیث روایت کی گئی ہے اس میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی کنیت "ابوعبداللہ" بیان کی گئی ہے اور حضرت امام مہدی موعود علیہ السلا (جونپوری) کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ پھر مطابقت کیسے ہوسکتی ہے؟

جواب حضرت حذیفہؓ کی روایت میں "ابوعبداللہ" کنیت بیان کی گئی ہے مگر حضرت ابن عمرؓ کی روایت اس کے خلاف ہے۔ چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ "حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ ایک شخص میری اولاد سے نہ نکلے جو میرا ہم نام ہوگا اور میری ہم کنیت ہوگا۔ الخ

اب غور کیجئے کہ حضرت حذیفہؓ کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی کنیت "ابوعبداللہ" ہوگی۔

اور حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے ثابت ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام

کی کنیت ''ابوالقاسم'' ہوگی۔

چونکہ یہ دونوں خبریں احاد ہیں اس لئے ظنی ہیں ان دونوں میں سے وہی روایت قطعی ہوگی جس کا وقوع ہو۔پس حضرت ابن عمرؓ کی روایت اس لئے قطعی ہے کہ حضرت امام مہدی موعودعلیہ السلام حضرت رسول اللہ ﷺ کے ہم کنیت ہیں۔کیونکہ روایت کے مطابق وقوع ہوا ہے اور حضرت امام مہدی موعودعلیہ السلام جونپوری کی کنیت ''ابوالقاسم'' ہے۔

الحاصل احادیث صحیحہ کے مطابق حضرت امامنا سیدنا مہدی علیہ السلام جونپوری اولاد حضرت فاطمۃ الزہراؓ سے ہیں۔آپ کا نام ''محمدؐ'' ہے آپ کی کنیت ''ابوالقاسم'' ہے اور آپ اخلاق وصفات اور شکل وصورت میں احادیث صحیحہ کے مطابق حضرت رسول اللہ ﷺ سے مشابہ ہیں۔اور آپ ہی کی ذات ''امام مہدی موعودؑ'' برحق ہے۔

سوال کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی زمانہ میں ہوں گے۔قسطنطنیہ فتح کریں گے اور دجال کے قتل کرنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کریں گے؟

جواب غور کا مقام ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اور مستقل امام ہیں۔ان دونوں کا ایک زمانہ میں جمع ہونا نقلاً وعقلاً صحیح اور جائز نہیں ہوسکتا۔کیونکہ جب دونوں مستقل اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں تو وہ لازمی طور پر لوگوں کی بیعت مستقل طور پر لیں گے۔اور دو خلیفوں کا ایک وقت میں بیعت لینا ممنوع ہے۔اس خصوص میں حضرت رسول اللہ ﷺ کا صاف حکم موجود ہے کہ

اذا بویع الخلیفتان فاقتلوا احدھما یعنی جب دو خلیفے بیعت لیں تو ان میں سے دوسرے کو قتل کردو۔

چنانچہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے اس حکم پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے وقت عمل بھی ہوا۔یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ جب خلیفہ بنادیئے گئے تو

سعد ابن عبادہؓ نے انصار میں اپنے خلیفہ ہونے کا دعویٰ کیا تو وہ قتل کر دیئے گئے۔

اس کے علاوہ علامہ نووی نے صاف لکھا ہے کہ

''**اجمع السلف فی عدم جواز اجتماع الخلیفتین فی زمان واحدہ**''

یعنی سلف نے دو خلیفوں کے جمع نہ ہونے پر اجماع کیا ہے کہ دونوں (یعنی حضرت امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام) ایک زمانہ میں جمع نہ ہوں گے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک زمانہ میں جمع ہونا خلاف حکم حضرت رسول صلعم اور خلاف اجماع سلف ہے۔اس لئے حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی زمانہ میں ہوں گے۔نقلاً و عقلاً صحیح نہیں ہوسکتا۔

اس کے علاوہ علامہ سعد الدین تفتازانیؒ نے شرح مقاصد میں حضرت امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک زمانہ میں نہ ہونے اور ایک دوسرے کی اقتداء نہ کرنے کے بارے میں صاف طور پر یہ وضاحت کردی ہے کہ''

''عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی علیہ السلام کے ایک دوسرے کا امام یا مقتدی بننے کے بارے میں جو کچھ کہا جاتا ہے۔وہ بے اصل بات ہے اس پر کوئی اعتماد نہ کیا جانا چاہیئے یہ بے سند بات ہے۔''

ف حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کا امیر یا سلطان ہونا اور قسطنطنیہ فتح کرنا احادیث صیحہ سے ثابت نہیں ہے بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ قسطنطنیہ پر جس کی فوج جائے گی اور قسطنطنیہ فتح کرے گی اس کا امیر اور وہ فوج بنی اسحاق سے ہوگی۔

چنانچہ صحیح مسلم میں یہ روایت صاف موجود ہے۔بنی اسحاق سے ایک گروہ مدینہ قسطنطنیہ پر تکبیروں کے ساتھ جہاد کرے گا اور مدینہ قسطنطنیہ کو فتح کرے گا اور مال غنیمت کی تقسیم کے وقت ایک شور اُٹھے گا کہ دجال نکلا تو یہ گروہ غنیمت کی تقسیم چھوڑ دے گا۔دجال کے مقابلے کے لئے روانہ ہوگا۔

صحیح مسلم کی اس روایت میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ذکر تک نہیں ہے بلکہ یہ بتایا گیا ہے کہ جو لشکر قسطنطنیہ کے شہر کو فتح کرے گا وہ اولاد اسحاق سے ہوگا اور احادیث صحیحہ، متواترہ سے ثابت ہے کہ امام مہدی موعود علیہ السلام اولاد فاطمۃ الزہراؓ سے فاطمی النسل ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا صحیح نہ ہوگا کہ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام امیر وسلطان ہوں گے۔ فتوحات کریں گے وغیرہ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کی امیری وسلطنت روحانی ہے۔

ف یہ خیال کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام حقیقت میں ایک امیر وسلطان ہوں گے۔ لشکر کشی اور فتوحات کریں گے، مال غنیمت اور دنیاوی مال وخزانے تقسیم کریں گے سراسر غلط اور باطل ہے۔ جس کا ثبوت وہ صحیح احادیث ہیں جن میں حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں چنانچہ ذیل میں چند درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔

یہ حدیث حضرت ثوبانؓ کے حوالے سے ابن ماجہ نے بیان کی ہے۔ پس جو اللہ کا خلیفہ ہوگا اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ بادشاہ بھی ہو۔

(۲) حضرت امام مہدی علیہ السلام دافع ہلاکت امت محمد صلعم ہیں۔

یہ حدیث مشکوۃ شریف اور مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے حوالے سے روایت کی گئی ہے۔

پس جو دافع ہلاکت وگمراہی ہو اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ بادشاہ بھی ہو۔ کیونکہ حضرت رسول اللہ ﷺ دافع ہلاکت وگمراہی ہیں مگر آپؐ بادشاہ نہیں ہیں۔

(۳) حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام خاتم دین رسول اللہ ﷺ ہیں۔

یہ حدیث ابونعیم، نعیم بن حماد اور ابو القاسم الطبری تین ائمہ حدیث نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حوالے سے بیان کی ہے۔

پس خاتم دین کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ بادشاہ بھی ہو۔ کیونکہ حضرت

رسول اللہ ﷺ کے دین (اسلام) کی ابتداء بھی بغیر حکومت وسلطنت ہوئی ہے۔ اسی طرح اس کا اختتام بھی بغیر حکومت وسلطنت ہونا چاہئے کیونکہ ایک نئے دین کی ابتداء جس طرح مشکل اور دشوار ہوگی اس کا اختتام اس طرح مشکل اور دشوار نہیں ہوسکتا۔ جب کہ اس نئے دین اسلام کی ابتداء بغیر شوکت وحشمت اور بغیر حکومت وسلطنت ہوئی ہے۔اس کے اختتام کے لئے ان چیزوں کی ضرورت نہیں۔

(۴) حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام صاحب دعوت ہیں۔

یہ حدیث جس سے آپ کا صاحب دعوت ہونا ثابت ہوتا ہے سنن ابن ماجہ میں حضرت ثوبانؓ صحابی کے حوالے سے بیان کی گئی ہے۔اس کے علاوہ حاکم اور ابو نعیم نے بھی روایت کی ہے

پس صاحب دعوت کے لئے یہ لازمی نہیں ہے کہ وہ صاحب شوکت، حاکم اور بادشاہ ہو۔

چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام اور آخر میں سرورکونین خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تمام صاحب دعوت ہیں مگر صاحب شوکت وصاحب حکومت وسلطنت نہیں ہیں۔صرف اللہ تعالیٰ کی مدد ان کے لئے کافی تھی۔ اور دعوت کے وقت اللہ تعالیٰ ہی کی مدد پر ان کو بھروسہ رہتا تھا۔اپنے انبیاء وخلفاء کی امداد کا وعدہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ان الفاظ میں فرمایا کہ

''انسانوں سے تمہاری حفاظت ہمارے ذمہ ہے۔''

اسی طرح حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام جو''خلیفۃ اللہ'' ہیں کی دعوت کا حامی اور مددگار خود اللہ تعالیٰ ہے۔ظاہری شوکت وحشمت حکومت وسلطنت کی ہرگز ضرورت نہیں۔

ف ان تمام دلیلوں کے علاوہ حضرت امام علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک زمانہ میں ہونے کی تردید مستند فرمان حضرت رسول اللہ ﷺ سے ہوجاتی ہے۔

چنانچہ حضرت رسول اللہ ﷺ کا صاف اور صریح فرمان ہے کہ

کیف تھلک امتی انا فی اولھا وعیسیٰ ابنِ مریم فی اٰخرھا والمھدی من اھل بیتی فی وسطھا (ابونعیم فی اخبار المھدی، ابوداؤد، مشکواۃ المصابیح۔ جلد نمبر ۲، صفحہ ۲۹۱۔ حدیث نمبر ۶۰۲۵/۵)

یعنی میری امت کیوں کر ہلاک ہوگی جب کہ میں اس کے اول میں ہوں اور عیسیٰ (ابن مریم علیہ السلام) اس کے آخر میں ہیں اور مہدی میری اہل بیت سے اس کے درمیان میں ہے۔

یہ حدیث نہایت سند کے ساتھ مشکوۃ شریف میں اور مسند امام احمد بن حنبل میں بہ روایت حضرت عبداللہ ابن عباسؓ صحابی سے اور کتاب کنز العمال میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حوالے سے بیان کی گئی ہے۔

اب غور کیجئے کہ اس مستند اور صحیح حدیث شریف کے مقابل میں ''امام مہدیؑ اور حضرت عیسیٰؑ ایک زمانے میں ہوں گے'' کی حدیث کیسے معتبر اور صحیح ہو سکتی ہے، سراسر غیر معتبر اور باطل ہے۔

سوال **یملاء الارض قسطاً وعدلاً** الخ یعنی حضرت امام مہدی علیہ السلام ساری زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے اور ساری دنیا کے انسان مسلمان اور مومن ہو جائیں گے۔ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام جونپوری پر پوری نہیں اترتی۔ اس کی نسبت کیا جواب ہے؟

جواب حدیث **یملاء الارض قسطاً وعدلاً** کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ساری زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیا جائے گا اور حضرت امام مہدی علیہ السلام پر ساری دنیا کے انسان ایمان لائیں گے اور مسلمان ومومن ہو جائیں گے۔ اگر ایسا ہو جائے تو حضرت امام مہدی علیہ السلام کا درجہ اور مرتبہ حضرت رسول صلعم سے بڑھ جائے گا۔ کیونکہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں ساری دنیا کے انسان مسلمان اور مومن

ہو جائیں گے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پورا عرب تو کجا آپ کا پورا خاندان مسلمان ومومن نہ ہوا بہ لحاظ شریعت ظاہر ناممکن ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کا درجہ اور مرتبہ بڑھ جائے۔لہٰذا ثابت ہوا کہ حدیث شریف کا یہ مطلب نہیں ہوسکتا جو عام طور پر لیا جا رہا ہے۔

ف اس کے علاوہ حضرت جابر ابن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

''میری اُمت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کے بارے میں قتال کرتا رہے گا اور قیامت کے دن تک غالب رہے گا''

یہ حدیث صحیح مسلم میں حضرت جابر ابن عبداللہؓ کے حوالے سے بیان کی گئی ہے۔اس حدیث شریف سے تین باتیں ثابت ہو رہی ہیں۔

ایک یہ کہ ایک گروہ کا حق کے لئے قتال کرنا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ دوسرا گروہ ظلم وجور اور باطل پر ہے۔

دوسری یہ کہ حق کے مقابل جنگ وقتال کرنے سے بڑھ کر ظلم وجور اور کیا ہوسکتا ہے۔

تیسری یہ کہ حق و باطل کی جنگ وقتال قیامت تک جاری رہے گا۔

حضور اکرم حضرت رسول اللہ ﷺ کے اس صاف ارشاد کے باوجود حدیث یملاء الارض قسطاً وعدلاً ساری زمین کے عدل وانصاف سے بھر جانے کے معنی لینا اور سمجھنا کہ ظلم وجور باقی نہیں رہے گی، سراسر غلط اور باطل ہے۔

حضرت جابرؓ کی روایت کی تائید قرآن حکیم سے بھی ہو رہی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

والقینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ (المائدۃ ۶۴)

یعنی ہم نے ان کے درمیان قیامت تک کے لئے بغض وعداوت ڈال دی ہے۔

اس آیت شریفہ سے ثابت ہے کہ ان کے درمیان قیامت تک کے لئے

بغض وعداوت رہے گی۔ جب قیامت تک بغض وعداوت رہے گی تو ظاہر ہے کہ عدل وانصاف کی صفت ان میں پیدا ہی نہیں ہوسکتی۔ کیوں کہ اللہ کی طرف سے بغض وعداوت ڈال دی گئی ہے۔ جب اللہ کی طرف سے بغض وعداوت ڈال دی گئی ہے تو پھر کون مشیت الٰہی کے خلاف ان میں عدل وانصاف کی صفت پیدا کرسکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ کے صاف ارشاد ومشیت کے باوجود حدیث شریف کا یہ مطلب لینا کہ ساری زمین عدل وانصاف سے بھر جائے گی کہاں تک صحیح ہوسکتا ہے غور کا مقام ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ حدیث **یملاء الارض قسطاً وعدلاً** سے یہ معنی لینا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں ساری زمین قسط وعدل سے بھر جائے گی اور کسی قسم کا ظلم وجور باقی نہیں رہے گا، سراسر غلط اور باطل ہے۔

ف اگر حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں ساری زمین میں عدل وانصاف پھیل جائے گا اس کے یہ معنی ہوں گے کہ ساری دنیا کے انسان ایک ہی امت کے ہوجائیں گے۔ مگر ایسا ہونا منشاء رب العزت کے سراسر خلاف ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ تو قرآن حکیم میں اپنے منشاء وارادے کی نسبت اس طرح ارشاد فرماتا ہے کہ

ولو شاء ربک لجعل الناس امة واحدة ولا یزالون مختلفین الامن رحم ربک ولذلک خلقھم (ھود ۱۱۸، ۱۱۹)

یعنی (اے محمد صلعم) اگر تمہارا رب چاہتا تو تمام انسانوں کو ایک امت بنادیتا لیکن وہ لوگ ہمیشہ ایک دوسرے سے مختلف رہیں گے۔ سوائے ان کے جن پر تمہارا رب رحم فرمائے اور تمہارے رب نے تو انہیں اسی واسطے پیدا کیا ہے۔

اس آیت کریمہ سے تین باتیں ثابت ہورہی ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ ساری دنیا کے انسانوں کو ایک اُمّت بنانا نہیں چاہتا۔

(۲) وہ لوگ ہمیشہ ایک دوسرے سے اختلاف کرتے رہیں گے۔

(۳) وہی لوگ مومن رہیں گے جن پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے اسی واسطے

پیدا کیا ہے۔
غور کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ ساری دنیا کے انسانوں کو ایک اُمّت بنانا نہیں چاہتا بلکہ مختلف پیدا کیا اور مختلف رکھنا چاہتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے منشاء اور مرضی کے خلاف حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کس طرح ساری دنیا کے انسانوں کو مسلمان ومومن اور ایک اُمّت بنا دیں گے

''ان میں ہمیشہ اختلاف رہے گا'' کی صراحت سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ اہل حق اور اہل ظلم و باطل کے اختلاف سے کوئی زمانہ بھی خالی نہیں رہے گا۔ ایسی صورت میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں ہر قسم کے ظلم و جور کا دنیا سے اٹھ جانا اور عدل وانصاف پھیل جانا کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔ اور حدیث شریف سے ایسے معنی لینا کہاں تک صحیح اور درست ہوسکتا ہے۔

ف اس کے علاوہ قرآن حکیم نے مشیت خداوندی کا مزید یہ اظہار فرمایا کہ

ولو شاء ربک لآمن من فی الارض کلھم جمیعا (یونس ۹۹)

یعنی اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو ساری زمین کے تمام انسان مومن ہو جاتے۔

دونوں آیات قرآنی سے ثابت ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ساری زمین کے تمام انسانوں کو ایک امت اور مومن بنانا نہیں چاہتا پھر اللہ تعالیٰ کے منشاء اور مرضی کے خلاف حضرت امام مہدی علیہ السلام کس طرح ساری زمین پر عدل وانصاف پھیلا دیں گے اور دنیا کے تمام انسانوں کو مسلمان ومومن اور ایک امت بنا دیں گے۔ غور کیجئے اور انصاف کیجئے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ حدیث **یملاء الارض قسط وعدل** کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے جو عام طور پر لوگوں نے سمجھ لیا ہے۔

ف حدیث شریف میں ''عدل وانصاف سے زمین کے بھر جانے'' کا ذکر بطور تشبیہ ہے اس کی مثال ایسی ہے جو۔

علامہ سعد الدین تفتازانیؒ نے شرح عقائد میں حضرت رسول اللہ ﷺ کا وصف بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

''آنحضرت صلعم نے بہت سے لوگوں کو فضائل علمیہ اور عملیہ میں کامل بنا دیا اور ایمان و عمل صالح سے عالم کو منور فرما دیا''

''عالم کو منور فرما دیا'' کے الفاظ پر غور کیجئے کہ یہ الفاظ بالکل آنحضرت صلعم کے ارشاد یملاء الارض (روئے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا) کی طرح ہیں۔

''عالم کو منور فرما دیا'' سے تمام دنیا کو منور کر دینا مراد نہیں ہے بلکہ دنیا کے بعض حصہ ہی مراد ہو سکتا ہے جہاں حضور اکرم صلعم کے ارشاد و ہدایت کا فیض پہنچا ہے۔ اگر یہ حساب لگایا جائے کہ حضور سرور کونین صلعم نے کتنی دنیا کو نور ہدایت سے منور فرمایا تھا تو اس وقت کے کروڑویں درجہ کو بھی نہیں پہنچتا۔

پس ایسے الفاظ سے اس کے حقیقی معنی نہیں لئے جا سکتے بلکہ مجازی معنی مراد ہوں گے۔

ایک مثال پر غور کیجئے کہ اگر کہا جائے کہ ''بازار گیہوں سے بھر گیا'' اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ بازار بھر میں گیہوں ہی گیہوں بھرے پڑے ہیں۔ اور کوئی جگہ بھی ایسی نہیں ہے جہاں گیہوں موجود نہ ہوں۔

پس اس طرح حدیث یملاء الارض سے بھی اس قسم کے معنی مراد نہیں لئے جا سکتے بلکہ مجازی معنی مراد ہیں یعنی زمین کے کسی حصہ میں عدل وانصاف کا پایا جانا اور ظاہر ہو جانا مراد ہے۔

ہماری اس مثال کی تائید تفسیر مدارک سے بھی ہوتی ہے جو قرآن حکیم کی آیت کریمہ ''وجعل القمر فیھن نورا (نوح ١٦)

(اور خدا نے قمر کو آسمانوں کا نور بنایا) کے تحت بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے۔

آیت مذکور میں '' فیھن '' سے مراد سمٰوات ہیں یعنی سارے آسمان۔ حالانکہ قمر فقط آسمان دنیا میں ہے اور یہ اس لئے کہ آسمانوں میں تہہ بہ تہہ ہونے کے

لحاظ سے ایک قسم کی مشابہت ہے جس کی وجہ سے قمر کے تمام آسمانوں میں نہ ہونے کے باوجود تمام آسمانوں میں کہنا جائز ہوا۔

اس تفصیل کا نتیجہ یہ کہ ظلم وجور کے خلاف قسط وعدل کا اہل زمین کے دلوں میں بھر دینا ہے۔یعنی بُری عادات اور بُری خصلتوں کو نیک اخلاق اور اعلیٰ کردار سے بدل دینا ہے۔

چنانچہ حضرت امامنا سیدنا مہدی موعود علیہ السلام جونپوری کے ارشاد وہدایت اور فیضان صحبت نے بزدل کو جوانمردٗ جاہل کو عالمٗ فاسق کو عابدٗ بخیل کو سخی اور دنیا دار کو اللہ کا طالب بنا دیا ہے۔

حقیقت میں اہل زمین وہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں حق کی طلب ہو جن لوگوں کو حق کی طلب تھی حضرت امامنا سیدنا مہدی موعود علیہ السلام (جونپوری) کی تصدیق سے مشرف ہوئے اور ایمان لائے۔جن کی شان میں ارشاد رب العزت ہے کہ

ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب یعنی متقی اور غیب پر ایمان لانے والے لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور جو اس صفت سے موصوف نہیں تھے علامتوں کی بحثوں میں اُلجھ کر رہ گئے۔

حق تو یہی ہے کہ علامات دراصل اشارات خفیہ ہیں۔ان کے حقیقی معنی ہرگز مراد نہیں ہیں۔اسی غلطی کی وجہ سے یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا اور عیسائیوں و یہودیوں نے حضور سرورِ کونین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا انکار کیا اور ابھی تک خاتم النبیین پیغمبر آخر الزماں کے آنے کے منتظر ہیں۔حالانکہ اب کوئی پیغمبر آنے والا نہیں ہے۔اسی طرح بعض لوگ حضرت امام مہدی موعود آخر الزماں علیہ السلام کا انتظار کررہے ہیں۔حالانکہ اب کوئی امام آخر الزماں آنے والے نہیں ہیں۔ بلکہ جس طرح بموجب بشارات توریت وانجیل خاتم الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لا چکے اسی طرح بموجب وعدہ ربانی واحادیث صحیحہ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام امام آخر الزماں تشریف لا چکے۔ **آمنّا و صدقنا**

•••••••••••••••••